ہوا کے دوش پر جھوٹ کا سیلِ رواں

رضی محمد ولی ○

گزرے زمانے میں معلومات کے تبادلے اور پیغام رسانی کے لیے قاصد روانہ کیے جاتے تھے جو پیدل سفر کرتے تھے۔ اس کے بعد یہی قاصد خچروں اور گھوڑوں پر سفر کر کے پہنچنے لگے۔ بعدازاں پھر کبوتروں کو تربیت دے کر اُن سے یہ کام لیا جانے لگا (بھارت میں یہ کام ۲۰۰۲ء تک لیا جاتا رہا ہے جہاں باقاعدہ ایک کبوتر کوریئر کمپنی موجود تھی جس کے پاس تقریباً ۸۰۰ تربیت یافتہ کبوتر موجود تھے)۔ اس کے بعد کچھ ترقی ہوئی اور ان کاموں کے لیے ڈاک کا باقاعدہ نظام متعارف ہوا۔ پھر اخبارات، ٹیلی فون، ٹیلی گرام، ٹیلیکس، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، ٹیلی ویژن، وی سی آر، موبائل فون، برقی ڈاک (Email)، سے ہوتے ہوئے ہم واٹس ایپ، انسٹا گرام، فیس بک، ایکس (ٹوئٹر)، اسنیپ چاٹ، ٹک ٹاک اور نہ جانے کہاں کہاں تک پہنچ گئے جسے عصر حاضر میں سوشل میڈیا کا نام دیا گیا ہے۔

دُنیا واقعی ایک بین الاقوامی گاؤں (Globel Village) بن گئی ہے۔ دُنیا کے کسی کونے میں پیش آنے والا واقعہ لمحے بھر میں پوری دُنیا میں رپورٹ ہوجاتا ہے۔ یہاں تک تو بات درست ہے کہ صحیح خبریں اور معلومات فوری طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو رہی ہیں، لیکن ہر نئے مواصلاتی رابطے کی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر سوشل میڈیا پر حقائق سے ہٹ کر جھوٹ پر مبنی مواد، ویڈیوز، مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کی کارگزاریاں اور افواہیں تیزی سے گردش کر رہی ہیں۔ گزرے وقتوں میں انھیں پھیلانے میں وقت لگتا تھا، جب کہ آج من گھڑت اطلاعات چند ہی لمحوں میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیلانا بہت آسان ہے۔

○ ریاض، سعودی عرب

اُردو میں ضرب المثل مشہور ہے کہ 'جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے'، مگر اب سوشل میڈیا کے ذریعے تو اس جھوٹ کے نہ صرف پاؤں ہیں بلکہ جھوٹ کے ایسے 'پَر' نکل آئے ہیں، جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ گویا جھوٹ کا سیلِ رواں (سیلاب) ہے جو سب کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔

بچّے، بوڑھے، جوان، مزدور، کسان، افسر، سیاستدان، سماجی کارکن، فوجی ادارے، غرض ہرکوئی سوشل میڈیا کے سحر میں گرفتار ہے۔ جو ویڈیو یا پوسٹ بھی نظر سے گزرے اور وہ من بھاتی ہو تو اسے بغیر کسی تحقیق کے من وعن قبول کرلیا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا بے لگام ہے، جہاں خبروں کے نام پر بعض معلومات تو عمومی اخلاقیات کی حدود و قیود سے بھی آزاد ہوتی ہیں۔ ایک خاص ایجنڈے کے تحت ایک من مانی خبر گھڑی جاتی ہے، اور پہلے اسے ایک اکاؤنٹ سے شیئر کیا جاتا ہے، جس کے بعد بہت سے مخصوص اکاؤنٹس اسے مزید شیئر کر دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ پھیلتے پھیلتے یہ خبر عام صارفین تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ تب وہ اسے محض اپنی انگلی کی کھجلی مٹانے کے لیے بغیر کسی تصدیق کے شیئر کرنا شروع ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح ایس ایم ایس، واٹس ایپ، فیس بک، ایکس (ٹوئٹر)، ٹک ٹاک، یوٹیوب اور میٹا میسنجر کے ذریعے جھوٹی خبریں پھیلائی جاتی ہیں۔ کچھ جھوٹی خبریں خوش کن ہوتی ہیں لیکن جب ان کا بھانڈا پھوٹتا ہے تو خوش ہونے والوں کے سارے خواب چکنا چور ہوجاتے ہیں۔ گویا اُسے ایک دھوکے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جب کہ کچھ خبریں تجسس پیدا کرنے کے لیے تخلیق کی جاتی ہیں۔ ان خبروں سے لوگ نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ شوگر و بلڈ پریشر، دماغی خلفشار، نفسیاتی مسائل اور نہ جانے کون کون سے مرض بڑھ جاتے ہیں۔ بعض جھوٹی خبریں جذباتیت کو ہوا دینے کے لیے پھیلائی جاتی ہیں جن میں مذہبی بھی ہوتی ہیں اور سیاسی بھی۔ بعض اوقات کسی مخصوص ادارے کو یا شخصیت کو نشانہ بنایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

بلاتحقیق بات آگے بڑھانے سے اجتناب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد موجود ہے: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ، ''انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ ہر ایسی بات دوسروں کو سنانے لگے جو اس نے کہیں سے بھی سن لی ہو۔'' (ابوداؤد: ۴۹۹۲)

بلاتحقیق افواہوں کی بنیاد پر کسی انسان کی عزت کو مجروح کرنا صرف جھوٹ ہی نہیں،

بہتان بھی ہے، اور حقوق العباد میں سے ہونے کی وجہ سے زیادہ خطرناک اور سنگین جرم ہے، لیکن ہمارے موجودہ ماحول میں کسی شخص پر کوئی الزام عائد کرنا ایک کھیل بن گیا ہے، جس میں کسی تحقیق اور ذمہ داری کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ بالخصوص اگر کسی شخص سے ذاتی، جماعتی، مذہبی، مسلکی یا سیاسی اختلاف ہو تو اس کی غیبت کرنا، اس پر بہتان باندھنا اور اسے طرح طرح سے بے آبرو کرنا بالکل جائز اور حلال سمجھ لیا جاتا ہے۔

بہتان لگانے والے کے بارے میں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد موجود ہے کہ ''جس نے کسی کے بارے میں ایسی بات کہی (الزام لگایا، تہمت، یا جھوٹی بات منسوب کی) جو درحقیقت اس میں تھی ہی نہیں، تو اللہ اسے (الزام لگانے والے، تہمت لگانے والے، جھوٹی بات منسوب کرنے والے کو) دوزخ کی پیپ میں ڈالے گا۔ (وہ آخرت میں اِسی کا مستحق رہے گا) یہاں تک کہ اگر وہ اپنی اِس حرکت سے (دنیا میں) باز آجائے (رک جائے، توبہ کرلے تو پھر نجات ممکن ہے)''۔
(مسند أحمد: ۷/۴، سنن أبي داؤد: ۳۵۹۷، تخريج مشكوٰة المصابيح: ۳/۴۳۶، ۳۵۴۲)

ایک اور بات قابلِ تشویش ہے کہ احادیث، صحابہؓ و اسلاف کے اقوال اور تاریخی واقعات کی تصدیق کیے بغیر اُنھیں آگے بڑھانے سے بھی دریغ نہیں کیا جارہا، جب کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر مسلمان، معاشرے کا ایک ذمہ دار فرد بن کر زندگی گزارے۔ اس کے منہ سے جو بات نکلے، وہ کھری اور سچی ہو اور وہ اپنے کسی قول و فعل سے غیر ذمہ داری کا ثبوت نہ دے۔

جواب دہی کا احساس

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (قٓ ۵۰:۱۸) ''انسان جو بات بھی زبان سے نکالتا ہے، اسے محفوظ رکھنے کے لیے ایک نگہبان ہر وقت تیار ہے''۔

اس آیت کی تشریح میں صاحبِ تفہیم القرآن سیّد مودودی لکھتے ہیں:

> ایک طرف تو اللہ خود براہِ راست انسان کی حرکات و سکنات اور اس کے خیالات کو جانتا ہے، تو دوسری طرف ہر انسان پر دو فرشتے مامور ہیں جو اس کی ایک ایک بات کو نوٹ کر رہے ہیں اور اس کا کوئی قول و فعل ان کے ریکارڈ سے نہیں چھوٹتا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی عدالت میں انسان کی پیشی ہوگی اس وقت اللہ کو

خود بھی معلوم ہوگا کہ کون کیا کر کے آیا ہے، اور اس پر شہادت دینے کے لیے دو گواہ بھی موجود ہوں گے جو اس کے اعمال کا دستاویزی ثبوت لاکر سامنے رکھ دیں گے۔ یہ دستاویزی ثبوت کس نوعیت کا ہوگا، اس کا ٹھیک ٹھیک تصور کرنا تو ہمارے لیے مشکل ہے۔ مگر جو حقائق آج ہمارے سامنے آرہے ہیں انھیں دیکھ کر یہ بات بالکل یقینی معلوم ہوتی ہے کہ جس فضا میں انسان رہتا اور کام کرتا ہے، اس میں ہر طرف اس کی آوازیں، اس کی تصویریں اور اس کی حرکات و سکنات کے نقوش ذرّے ذرّے پر ثبت ہو رہے ہیں اور ان میں سے ہر چیز کو بعینہٖ انھی شکلوں اور آوازوں میں دوبارہ اس طرح پیش کیا جاسکتا ہے کہ اصل اور نقل میں ذرّہ برابر فرق نہ ہو۔ انسان یہ کام نہایت ہی محدود پیمانے پر آلات کی مدد سے کر رہا ہے۔ لیکن خدا کے فرشتے نہ ان آلات کے محتاج ہیں نہ ان قیود سے مقیّد۔ انسان کا اپنا جسم اور اس کے گردو پیش کی ہر چیز ان کی ٹیپ اور ان کی فلم ہے جس پر وہ ہر آواز اور ہر تصویر کو اس کی نازک ترین تفصیلات کے ساتھ جوں کی توں ثبت کر سکتے ہیں اور قیامت کے روز آدمی کو اس کے اپنے کانوں سے اس کی اپنی آواز میں اس کی وہ باتیں سنوا سکتے ہیں جو وہ دنیا میں کرتا تھا، اور اس کی اپنی آنکھوں سے اس کے اپنے تمام کرتوتوں کی چلتی پھرتی تصویریں دکھا سکتے ہیں جن کی صحت سے انکار کرنا اس کے لیے ممکن نہ رہے۔

اس مقام پر یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی عدالت میں کسی شخص کو محض اپنے ذاتی علم کی بنا پر سزا نہ دے گا بلکہ عدل کی تمام شرائط پوری کر کے اس کو سزا دے گا۔ اسی لیے دنیا میں ہر شخص کے اقوال و افعال کا مکمل ریکارڈ تیار کرایا جارہا ہے تاکہ اس کی کارگزاریوں کا پورا ثبوت ناقابلِ انکار شہادتوں سے فراہم ہوجائے۔ (تفہیم القرآن، پنجم، سورۂ قٓ، حاشیہ ۲۱)

گویا یہ ایسی شہادت ہوگی جس پر انسان پکار اُٹھے گا: مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ (الکہف ۱۸:۴۹) ”یہ کیسی کتاب (ریکارڈ) ہے کہ کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج (موجود) نہ ہو“۔

سوشل میڈیا پر پھیلتے جھوٹ کی صورت حال میں ایک انتہائی خطرناک بات یہ بھی ہے کہ غلط الزامات کے سیلاب میں حقیقی مجرموں کو پناہ مل گئی ہے، یعنی جو لوگ واقعی خطا کار اور بدعنوان ہیں، انھیں بدنامی کا زیادہ خطرہ نہیں رہا۔ اس لیے وہ یہ سوچتے ہیں کہ اگر کوئی خبر ہماری بدعنوانی کے حوالے سے عام ہوئی بھی تو وہ اسی طرح مشکوک سمجھی جائے گی، جیسے اور بہت سی بلاتحقیق باتوں کو سنجیدہ افراد مشکوک سمجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں، چنانچہ بدعنوان افراد آرام سے بدعنوانیوں میں ملوث رہتے ہیں اور معاشرے میں بگاڑ عام ہوتا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر محرم لڑکے لڑکیوں کا آوارہ پن، ان کے پوشیدہ رابطے، چوری، ڈاکے، دوسروں کا تمسخر اُڑانا وغیرہ عام ہوگیا ہے۔

سوشل میڈیا کے استعمال میں محتاط رویہ

لہٰذا مسئلے کی حقیقت معلوم ہوجانے کے بعد محض اس کو بُرا جان لینا یا اس کی مذمت کر دینا مسئلے کا حل نہیں ہے، بلکہ ہم میں سے ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر اسے تبدیل کرنے کا پختہ عزم کرے۔ اس بات کا عہد کرے کہ آج کے بعد وہ جھوٹ اور مکروفریب کے سیلاب میں نہ خود بہے گا اور نہ اپنے گھر، محلے، دفتر، کاروبار اور سماجی رابطے کے لوگوں کو اس غلط کام کا مرتکب ہونے دے گا۔ وہ یہ کام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سمجھتے ہوئے کرے گا۔ بہتر ہوگا کہ اب تک جس جھوٹ، بہتان وغیرہ جیسی پوسٹوں کے بنانے میں، انھیں شیئر کرنے میں جہاں تک ہم ملوث تھے، اُس پر اپنے ربّ سے سچی توبہ کرلیں اور آئندہ ذیل میں دیے گئے نکات پر عمل کی کوشش کریں، تو اُمید ہے کہ بہت سے گناہوں سے بچا جاسکتا ہے:

- سماجی رابطے (Social Media) کے کسی بھی ذریعے سے ہمیشہ چمٹے رہنا مناسب نہیں۔ مہمان ہوتو ان کا خیال کریں، کلاس روم میں ہوں، والدین کے پاس ہوں، یا احباب کے ساتھ ہوں تو اس وقت موبائل، ٹیب یا دوسرے آلات بند کردیں۔ گویا صرف مناسب اوقات ہی میں اور ضرورت کے تحت ہی ان کا استعمال کریں۔ یہ بہت سی فضولیات، جھوٹ اور بہتان جیسے قبیح عمل سے بچنے کے لیے معاون ثابت ہوگا۔
- یہ بات ہروقت ہمارے ذہن میں تازہ رہنی چاہیے کہ ہم جو بھی چیزیں دوسروں کو بھیجتے رہیں گے، اُن سب کا ہمارے نامۂ اعمال میں اندراج ہوتا رہے گا۔ اس لیے ہماری ہمیشہ

یہ کوشش ہو کہ ہمارے نامۂ اعمال میں صدقۂ جاریہ بننے والے اعمال لکھے جائیں اور گناہِ جاریہ بننے والے تمام باعثِ عذاب کاموں سے پرہیز کریں۔ ہماری فارورڈنگ پوسٹوں میں جھوٹ، بہتان اور لغویات کا قطعی کوئی حصّہ نہیں ہونا چاہیے۔

- کوئی بھی لنک شیئر کرنے سے پہلے یہ ضرور چیک کرلیں کہ کہیں انجانے میں خلافِ شرع بات تو آگے نہیں بڑھا رہے۔ کیونکہ یہ کہیں نہ کہیں اپنے اثرات چھوڑے گا اور اگر درست ہوا تو صدقۂ جاریہ بنے گا ورنہ گناہِ جاریہ بن جائے گا۔
- سیاسی جماعتیں، افراد اور تنظیمیں بھی بعض اوقات سوشل میڈیا پر جھوٹی خبر یا غلط معلومات پھیلاتی نظر آتی ہیں۔ انتخابات، احتجاج یا کوئی واقعہ رونما ہو جائے تو اس دوران Rating ، Views اور Likes لینے کی تگ و دو میں انتہائی غلط معلومات ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہیں۔ آپ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور ریٹنگ اور ویوز کے چکّر سے باہر نکلیں۔ ربّ تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے احساس کے تحت بغیر تصدیق کے کوئی بھی چیز آگے ہرگز شیئر نہ کریں۔
- بعض اوقات ہم سنسنی خیزی اور پسندیدگی (Likes) حاصل کرنے کے لیے جھوٹی خبر اور حقیقت میں فرق نہیں کر پاتے اور فوری طور پر تصدیق کرنے کے ذرائع بھی مفقود پاتے ہیں، ایسی صورت میں اگر ہمیں وہ چیز یا خبر پسند ہے تو ہم فوراً شیئر کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے سختی سے پرہیز کریں۔
- معلومات کے اس طوفان میں انتشار پھیلانا یا کسی کی عزت اُچھالنا اب نہایت آسان کام ہے۔ خوفناک بات یہ ہے کہ غلط افواہ پھیلانا جتنا آسان ہے، اس کی تصدیق، تردید یا اس پر قابو پانا اتنا ہی مشکل کام ہے۔ Generative Eye اور Deepfake جیسی ٹکنالوجی کے بعد تو جعلی ویڈیوز اور تصاویر بننا عام سی بات ہوگئی ہے۔ ان میں کچھ تو اتنی مہارت سے تخلیق کی گئی ہوتی ہیں کہ بعض اوقات ماہر افراد بھی اسے AI Generated ثابت کرنے میں تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا شیئرنگ کے غیر محتاط عمل سے پرہیز کریں گے تو اس فتنے سے کافی حد تک محفوظ رہ سکیں گے۔

- کسی بھی خبر کو شیئر کرنے یا اس پر یقین کرنے سے پہلے یہ دیکھیں کہ وہ آئی کہاں سے ہے؟ معتبر ذرائع اور مستند اداروں کی خبروں پر زیادہ اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی نے شیئر کی ہے تو ادب کے دائرے میں اس کا حوالہ طلب کریں، نہ مل سکے تو آگے قطعی نہ بڑھائیں۔
- بعض اوقات پرانی خبریں دوبارہ شیئر کر دی جاتی ہیں یا سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کی جاتی ہیں۔ خبر کی تاریخ اور اس کی اصل کہانی کو جانچنا ضروری ہے۔ اس کا خاص خیال رکھیں۔
- ڈیجیٹل ٹکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے جعلی تصویریں بلکہ ویڈیوز بنانا بھی بہت آسان ہو گیا ہے۔ بعض اوقات تصاویر یا ویڈیوز کو سیاق وسباق سے کاٹ کر یا تبدیلی کر کے بھی پیش کیا جاتا ہے۔ آپ تصاویر کو Google Reverse Image Search کے ذریعے اور ویڈیوز کو Fake Checking Tools سے جانچ سکتے ہیں۔ ایسا کرنا مشکل یا ناممکن ہو تو شیئر کرنے سے پرہیز کریں۔
- ضروری نہیں کہ ہر بڑے صحافتی ادارے کی ہر خبر سچی ہو، لیکن عام طور پر یہ ادارے اپنی ساکھ بچانے اور قانون کے شکنجے سے بچنے کے لیے کوشش کرتے ہیں کہ صرف حقیقی اور مستند خبر ہی دیں۔ اس لیے قومی اور بین الاقوامی سطح پر مشہور اداروں کی خبریں عام طور پر درست اور قابلِ اعتماد ہوتی ہیں، تاہم ان پر بھی اندھا دھند اعتماد مناسب نہیں، اور اگر آپ کو شک ہے تو شیئر کرنے سے پہلے یہ خبر دوسرے ذرائع سے بھی چیک کر لیں۔
- اگر کوئی خبر مصدقہ نہیں ہے تو اسے شیئر کرنے سے لازماً پرہیز کریں، کیونکہ آپ کی طرف سے غیر مصدقہ خبروں کا پھیلانا نہ صرف دوسروں کو گمراہ کر سکتا ہے، بلکہ انھیں کوئی بڑا نقصان پہنچانے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔
- جو بھی قرآنی آیت یا حدیث آپ کے پاس آئے اسے آگے بھیجنے سے پہلے معروف ویب سائٹس پر چیک کر لیں، مستند کتب میں دیکھ لیں، یا کسی مستند عالم دین سے پوچھ لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے اوپر جھوٹی حدیث کو پھیلانے کا وبال اور گناہ آجائے اور آپ جہنم کا ایندھن قرار پائیں۔ ابونعیم، سعید بن عبیدہ، علی بن ربیعہ، مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: وہ جھوٹ جو مجھ پر لگایا جائے

اس طرح کا نہیں ہے جو کسی اور پر لگایا جائے۔ مجھ پر جو شخص جھوٹ لگائے یا میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے'۔ (بخاری: ۱۲۳۴)

- آج کل ایک فتنہ بہت عام ہوتا جا رہا ہے کہ کچھ قرآنی یا مسنون دعائیں اس پیغام کے ساتھ ارسال کر دی جاتی ہیں کہ یہ فلاں فلاں کام کے لیے معاون ہیں۔ یقیناً قرآنی اور مسنون دعاؤں کی اپنی اہمیت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ کے قول و فعل سے ایسا ثابت نہیں تو جان رکھیے کہ یہ دین میں بدعت پھیلانے کا سبب بنے گا۔ جس کا وبال آپ کی گردن پر ہوگا۔ (سنن ابوداؤد: ۱۲۱۹)
- اپنے فیس بک اور واٹس ایپ کو لوگوں کی برائی اور غیبت کا ذریعہ نہ بنائیں۔ یاد رکھیں کہ صرف ایک غیبت والی بات شیئر کرنے کی وجہ سے سیکڑوں لوگوں کا گناہ آپ پر آجائے گا اور آپ کو معلوم بھی نہیں ہوگا۔ اس کے لیے سورۃ الحجرات کا مطالعہ ضرور کریں۔
- شہد کی مکھی کی مثال بنیں جو خوشبودار چیزوں پر ہی بیٹھتی ہے اور لوگوں کو فائدے کی چیز 'شہد' دیتی ہے۔ ایسے حادثات و واقعات کو شیئر نہ کریں جن سے کوئی فائدہ نہ ہو، لوگوں کو خوش کریں نہ کہ مایوس۔ عام مکھی کی مثال نہ بنیں جو گندگی پر بیٹھتی ہے۔
- دوسروں کا عیب تلاش کرنے کے بجائے اپنی اصلاح کی زیادہ فکر کریں، اس لیے کہ عیب تلاش کرنے کے لیے زبان، قلم اور موبائل/ ٹیب، سب کے پاس ہے۔
- ضروری نہیں کہ ہر وہ چیز جو آپ کے پاس آئے اسے لامحالہ شیئر کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو (بغیر تحقیق کے) بیان کر دے'' (صحیح مسلم)۔ اس لیے صرف تحقیق شدہ چیزوں کو ہی شیئر کریں۔
- الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں مومن بنایا ہے اور مومن کو حکم ہے کہ وہ 'نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے'۔ اس لیے سوشل میڈیا کو دعوت پھیلانے کا ذریعہ بنائیں اور اپنے رابطے کے لوگوں کی ذہن سازی کریں، تاکہ ہر فرد اصلاحِ معاشرہ اور انقلابِ امامت میں اپنا کردار ادا کر سکے اور دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن سکے۔